در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی، یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۲۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ سید غلام الحسنین قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۱۵ — جلد نمبر ۲

یکم جون ۱۹۹۳ء مطابق ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۱۳ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست عناوین

۱-	شذرہ - عید الاضحیٰ اور سنت خلیل اللہ	مدیر اعلیٰ	۲
۲-	ایا سید حسن عین الکمالی - حضرت سید غلام صاحب المعروف آغا میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ		۴
۳-	پشاور جمعیت سادات کا قیام	سید محمد انور شاہ قادری	۶
۴-	قرآن مجید کی حقانیت کمپیوٹر کی روشنی میں	محمد انیس زیدوی بی کام	۱۰
۵-	منظوم اردو ترجمہ سورہ یوسف	صوفی مشتاق احمد صاحب ایم اے	۱۹
۶-	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۲۱
۷-	انوار علی شرح خصائص نسائی	مدیر اعلیٰ	۲۴
۸-	سیر السلوک الی ملک الملوک	مدیر اعلیٰ	۳۰

قیمت: ۶ روپے

شذرہ

مدیر اعلیٰ

عید الاضحیٰ اور سُنّتِ خلیل اللہ

ہر سال دس ذوالحجہ کو منایا جانے والا ہمارا اسلامی تہوار یعنی عید الاضحےٰ ہمیں سلسلۂ نبوت کی دو عظیم مقتدر و مقدس ہستیوں کی یاد دلاتا ہے جبکہ صحرائے عرب میں حضرت ابراھیم علیہ السلام اپنے رب تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنے پیارے بیٹے جناب سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش فرماتے ہیں بارگاہ الہٰی میں خلیل اللہ کے خلوص و نیازمندی کو شرفِ قبولیت حاصل ہوتا ہے۔ اور اسماعیل علیہ السّلام کی جگہ جنّت کا مینڈھا ذبح ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے خلیل کی یہ ادا اس قدر پسند آتی ہے کہ اس کی یاد تازہ کرنے کے لئے پیارے محبوب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اُمت کو منتخب فرمایا جاتا ہے چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ دُنیا کے کونے کونے میں امتِ محمّدیہ اس سُنّت کی ادائیگی میں کوشاں رہتی ہے اور اس موقع پہ کروڑوں کی تعداد میں جانور قربان کیئے جاتے ہیں۔

ہر قربانی کرنے والے کو اس بات کا خصُوصی اہتمام کرنا چاہیئے کہ جو بھی جانور اونٹ بھینس، گائے، بھیڑ یا بکری وغیرہ خریدی جائے اس میں کوئی عیب نہ ہو۔ اُسے عید کی نماز ادا کرنے کے بعد ذبح کیا جائے۔ اور گوشت کو تین برابر حصّوں میں تقسیم کر کے ایک حصّہ اپنی ضرورت کے لئے رکھ لیا جائے۔ دُوسرا رشتہ داروں اور دوستوں کو بھیجا جائے اور تیسرا حصّہ غریبوں، مسکینوں اور محتاجوں کو دیا جائے۔

عید الاضحےٰ کے اس عظیم الشّان موقع پر جناب سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی

اِس سُنّتِ مبارکہ کی بار بار ادائیگی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ عالمِ اسلام کے ہر فرد کو چاہے وہ غریب ہو یا امیر اپنی توجہ رضائے الٰہی کے حصُول پر مرکوز رکھنی چاہیئے اور اس سلسلے میں بوقتِ ضرورت ہمیں محبوب ترین متاع بھی اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنا پڑے تو اس سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رضائے الٰہی کے حصُول کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

التجاء بحضور حضرت ابوالبرکات سیّد حسنؒ قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حلاوتِ فارسی

اے نصیر و ناصر و منصورِ ما!
ماہِ تابانِ شبِ دیجورِ ما؟
در تحرک آر امواجِ کرم،
بازوئے شاہیں بدہ با مُورِ ما

ملاحتِ اردو

امڈی ہوئی آئی ہے بدریا ساقی
ہے جام تہی خالی گگریا ساقی
ہاں ہاتھ بڑھا کر میرا ساغر بھر دے
بے بادہ کٹی ساری عُمریا ساقی

(ضیاء سلیمی)

ایا سیّد حسن عین الکمالی علیہ الرحمۃ

از حضرت سید غلام صاحب المعروف آغا میر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ایا محبوب ذاتِ ذوالجلالی — محمد مصطفےٰ کے دیں کے والی
نہ چھوڑو مجھ گدا کو دستِ خالی — کہ آیا ہوں ترے در پہ سوالی

ایا سیّد حسن عین الکمالی
انا المسکیں ترحمنی بحالی

عجب سیّد حسن ہے نام تیرا — سخا و جود ہر دم کام تیرا
بہت ہے بخشش و انعام تیرا — ہوا خادم ہے خاص و عام تیرا

ایا سیّد حسن عین الکمالی
انا المسکین ترحمنی بحالی

تمہیں حق نے دیا عزّ و شرف ہے — تمہارا نام روشن ہر طرف ہے
شہِ جیلاں کا تو خاصا خلف ہے — کہا جس نے مریدی لاتخف ہے

ایا سیّد حسن عین الکمالی
انا المسکیں ترحمنی بحالی

دیا ہے شاہ نے تخت و تاج تم کو — جو بخشا دو جہاں کا راج تم کو
سناؤں حال میں محتاج تم کو — جو ہے مجھ بے نوا کی لاج تم کو

ایا سیّد حسن عین الکمالی
انا المسکیں ترحمنی بحالی

ملائک جنّ اور انسان سارے دل و جاں سے بنے خادم تمہارے
کھڑے ہیں صف بصف در پر بچارے شب و روز اس طرح ہر اک پکارے

ایا سید حسن عین الکمالی
انا المسکیں ترحمنی بجالی

کوئی جو اس گھڑی تم پاس آوے وہ حال اپنا تمہارے کو سناوے
سبھی مقصودِ دل اپنے کے پاوے کوئی خالی ترے در سے نہ جاوے

ایا سید حسن عین الکمالی
انا المسکیں ترحمنی بجالی

ہو تم مخدوم میں خادم تمہارا تو بر حق رہنما مرشد ہمارا
ترے دیدار کا میں ہوں پیاسا کھڑا ہوں منتظر در پہ بچارا

ایا سید حسن عین الکمالی
انا المسکیں ترحمنی بجالی

کیا ہے قادر و قیوم تمکو معظم محترم، مخدوم تمکو
کہوں کیا حال میں مظلوم تمکو کہ ہے سب سربسر معلوم تمکو

ایا سید حسن عین الکمالی
انا المسکیں ترحمنی بجالی

سید محمد انور شاہ
قادری ایم اے
لائبریرین گورنمنٹ
کالج آف ایجوکیشن
پشاور

پشاور میں جمعیتِ سادات کا قیام

میرا پیارا شہر

ساداتِ کرام کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی ضرورت ایک عرصے سے محسوس ی جا رہی تھی۔ اور ساداتِ کرام کے مقتدر و درد مند حضرات اکثر و بیشتر اس موضوع اظہارِ خیال کرتے رہتے تھے۔ گذشتہ سال ۱۹۹۲ء میں اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور و خوض شروع ہوا اور پشاور شہر کے معزز ساداتِ عظام نے سیادت پناہ، بقیۃ سلف، حجۃ الخلف حضرت علامہ السید محمد امیر شاہ صاحب قادری .. یلانی المعروف مولوی جی صاحب مدظلہ العالی کے ساتھ اس تصور کو عملی جامہ پہنانے کے لئے متعدد مرتبہ ملاقات کر کے صلاح و مشورہ کیا۔ چنانچہ ۲۲ جنوری ۱۹۹۳ء ز جمعۃ المبارک آستانہ عالیہ قادریہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور میں حضرت لامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی کی صدارت میں ساداتِ کرام کا ایک ئندہ اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں پشاور شہر، صدر، یونیورسٹی ٹاؤن، حیات آباد اور ضافات سے بڑی تعداد میں ساداتِ کرام شامل ہوئے۔ اور اس میٹنگ میں ساداتِ کرام کے مسائل کے حل کے لئے ساداتِ کرام کی ایک مرکزی تنظیم قائم کرنے خواہش کا اظہار کیا گیا۔ تمام ساداتِ کرام نے اسے وقت کی ضرورت سمجھتے ہوئے ت سراہا اور متفقہ طور پر قبلہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی کی شخصیت پر تماد کا اظہار کرتے ہوئے آپ سے اس تنظیم کی سرپرستی قبول کرنے کی استدعا کی

چنانچہ آپکی سرپرستی میں ایک مشاورتی کمیٹی قائم ہوئی تاکہ مذکورہ تنظیم کے لئے

دستور العمل تیار کیا جاسکے۔ منشور کمیٹی کا ایک طویل اجلاس حضرت آغا سید ظفر علی شاہ صاحب سابق صوبائی وزیر صحت کی رہائش گاہ ریتی بازار پشاور میں ہوا جس میں اس تنظیم کا نام "جمعیت سادات" رکھا گیا۔ اور اس کے اغراض و مقاصد کا تعین کیا گیا۔ رکنیت سازی کے لئے پشاور شہر کے مختلف علاقہ جات صدر، یونیورسٹی ٹاؤن اور مضافات کے لئے آرگنائزر مقرر کئے گئے تاکہ ہر عاقل و بالغ سید کو اس کا رکن بنایا جاسکے۔ ہر رکن کے لئے کم از کم دس روپے ماہانہ چندہ ادا کرنا لازمی قرار دیا گیا۔ نیز حضرت آقا سید لیاقت علی شاہ صاحب سجادہ نشین شاہ قبول اولیاء پشاور کو تنظیمی امور انجام دینے کے لئے کنوینر منتخب کیا گیا۔ اور یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ سیاسی لحاظ سے جمعیت سادات کا ہر رکن آزاد ہوگا۔

اغراض و مقاصد:- اس جماعت کے اہم اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) تحفظ ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تحفظ ناموس امہات المومنین، تحفظ مقام اہلبیت عظام خصوصاً امام الاولیاء سیدنا علی المرتضیٰ و حسنین کریمین، تحفظ مقام صحابہ کرام و اولیاء اللہ۔

(۲) سادات کی افرادی قوت کو یکجا کرنا۔

(۳) ہر سطح پر سادات کے حقوق کا تحفظ کرنا۔

(۴) سادات کی مساجد، درسگاہوں، خانقاہوں اور قبرستانوں کا تحفظ کرنا۔

(۵) سادات کی تعلیم، صحت اور بے روزگاری جیسے مسائل کے حل کے لئے کوشش کرنا۔

(۶) سادات خواتین کی تنظیم اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے اقدامات کرنا۔

جمعیت سادات کا پہلا باقاعدہ اجلاس

اس کا پہلا باقاعدہ اجلاس آستانہ عالیہ قادریہ آقا پیر جان میں جمعیت سادات کے سرپرست حضرت سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی کی صدارت میں ۱۹ ارفروری ۱۹۹۳ء

بروز جمعہ منعقد ہُوا۔ تلاوتِ قرآن پاک اور نعتِ رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد جمعیّت کے کنوینر جناب سید لیاقت علی شاہ صاحب نے جمعیّتِ سادات کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ اس اجلاس میں پشاور شہر، صدر، یونیورسٹی ٹاؤن، حیات آباد اور پشاور کے مضافات سے تقریباً دو سو کے قریب سادات کرام نے شمولیت فرمائی۔ حاضرین کرام میں قبلہ سید محمّد امین شاہ صاحب مدظلہ العالی کا تحریر کردہ ایک کتابچہ بعنوان "مقام اهلبیتِ رسُول" صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تقسیم کیا گیا جو کہ شاہ صاحب نے خاص طور پر سادات کرام کے لئے تیار فرمایا تھا اور جمعیّت سادات کے انتظامی امور کو بہتر طور پر چلانے کے لئے ۳۱ حضرات پر مشتمل ایک ایڈھاک کمیٹی قائم کی گئی جو کہ ایک سال تک کام کرتی رہے گی۔ اس کمیٹی کے چند ممبران کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

آغا سید ظفر علی شاہ۔ آغا سید احمد علی شاہ۔ آغا سید فاروق شاہ۔ آغا سید قمر عباس آغا سید عاقل شاہ پشاور صدر۔ آغا سید لیاقت حیات۔ آغا سید شبیر علی شاہ اور آغا بہادر علی شاہ صاحبان وغیرہ۔ جناب تنویر الحسن گیلانی صاحب کی اپیل پر اس اجلاس میں مبلغ ایک لاکھ روپیہ چندہ جمع ہُوا۔ جو کہ اجلاس میں موجود سادات عظام نے دیا۔

دوسرا اجلاس:۔ جمعیّتِ سادات کا دوسرا اجلاس ۹ اپریل ۱۹۹۳ء کو آستانہ عالیہ قادریہ آغا پیر جان صاحب میں حضرت علامہ سید محمّد امین شاہ صاحب قادری گیلانی کی صدارت میں ہُوا۔ اس میں بھی دو سو کے قریب سادات عظام نے شمولیت فرمائی۔ اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس تنظیم کو پشاور کے علاوہ صوبہ سرحد اور پاکستان بھر میں منظم کیا جائے۔ علامہ سید محمّد امین شاہ صاحب قادری گیلانی نے نوجوان سادات کو قرآن مجید پڑھانے اور سکھانے کے لئے ایک خصوصی درسِ قرآنِ حکیم کا اعلان فرمایا۔

درسِ قرآن:۔ سادات عظام کو قرآن مجید پڑھانے کے لئے حضرت مولوی جی صاحب مدظلہ العالی نے درسِ قرآن کا یہ خصوصی سلسلہ ۱۷ اپریل ۱۹۹۳ء سے شروع فرمایا جو ہر روز آستانہ عالیہ قادریہ آغا پیر جان میں بعد از نماز مغرب شروع ہو کر نماز عشاء تک تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری

رہتا ہے۔ اگرچہ یہ درسِ قرآن خاص طور پر ساداتِ کرام کے لئے شروع کیا گیا ہے لیکن سادات کی بجائے غیر سادات زیادہ تعداد میں شامل ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبلہ محترم مولوی جی صاحب کو صحتِ کاملہ اور عمرِ دراز عطا فرمائے۔ تاکہ یہ سلسلہ یونہی چلتا رہے۔ اور اللہ تعالیٰ ساداتِ کرام کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس درسِ قرآن میں شامل ہو کر اس نادر موقع سے فائدہ اٹھائیں۔

تیسرا اجلاس:- جمعیتِ سادات کا تیسرا اجلاس بنوری ہاؤس پشاور میں ۴ ؍مئی ۱۹۹۳ء کو حضرت مولانا سید محمد ایوب جان صاحب بنوری مہتمم دار العلوم سرحد پشاور کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ جس میں ڈیڑھ سو کے لگ بھگ ساداتِ عظام شامل ہوئے۔ حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند جناب محمد بنوری صاحب خاص طور پر اس اجلاس میں شرکت کے لئے کراچی سے تشریف لائے تھے۔ انہوں نے ہی اجلاس کی نظامت کے فرائض بھی انجام دیئے۔ جمعیتِ سادات کے کنوینر حضرت آغا سید لیاقت علی شاہ صاحب سجادہ نشین شاہ قبول اولیاء نے گذشتہ جلسوں کی کارروائی پیش فرمائی۔ جبکہ مولوی جی صاحب سید فاروق شاہ صاحب بنوری، آغا سید ظفر علی شاہ صاحب سید قمر عباس اور محمد خالد بنوری صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ سید محمد ایوب شاہ بنوری صاحب نے آخر میں خطاب کیا اور اختتامی دعا فرمائی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے میں جمعیتِ سادات کے اس قافلے کو اپنے سرپرست قبلہ و کعبہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی کی قیادت میں اپنی منزلِ مقصود کی طرف رواں دواں رکھے۔ تاکہ جن نیک تمناؤں کا اظہار اس کے اغراض و مقاصد میں کیا گیا ہے انھیں بدرجہ احسن پورا کیا جا سکے۔ نیز آلِ نبی اولادِ علی پر بھی یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے ذاتی اختلافات بھلا کر ایک مرکز پر اکٹھے ہو کر اپنے مقام منصب کو پہچانیں اور بیگانوں بیگانوں کی طرف سے پیدا کردہ طوفانوں اور حوادثات کی موجوں میں ڈولتی ہوئی امت کی کشتی کو پار لگائیں۔ (آمین)

گذشتہ سے پیوستہ

قرآن مجید کی حقانیت کمپیوٹر کی روشنی میں

(۳) عربی لفظ "واحد" (اللہ تعالیٰ کا صفتی نام بمعنی ایک) کی عددی قیمت ۱۹ بنتی ہے۔

(۴) علم الاعداد میں کسی عدد کے تمام ہندسوں کو سادہ طریقہ سے جمع کر کے ان سے ایک ہندسہ حاصل کیا جا سکتا ہے یعنی ۱۹ = ۹+۱ = ۱۰ = ۰+۱ = ۱ اس سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت واضح طور پر ثابت ہوتی ہے جو کہ قرآن کا مرکزی خیالی یا (THEME) بھی ہے۔ سورۃ الاخلاص کی پہلی آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔

"آپ فرما دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اسی طرح سورۃ الکھف: ۱۸ کی آیت نمبر ۱۱۰ میں ارشاد ہوتا ہے۔

"آپ فرما دیجئے کہ میں تو ظاہری صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں میرے پاس تو بس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ھی معبود ہے۔"

حصہ اوّل میں ۱۹ کے مشترک عدد کے بارے میں سادہ اور واضح حقائق پر بحث کی گئی ہے جس میں ہم نے دیکھا کہ چند نتائج سے کافی ٹھوس اور نپی تلی مثالیں سامنے آئیں۔ اس حصہ میں بہت سے پیچیدہ اور الجھے ہوئے مگر دلچسپ نتائج کا گہرا مطالعہ کیا جائے گا۔

سب سے پہلے "بسم اللہ" کی منفرد خصوصیات پر ذرا غور کریں جو قرآن کو ایک غیر معمولی کتاب بناتی ہیں۔ کوئی دوسری کتاب بیک وقت ایسی خصوصیات کا نہ تو دعویٰ کر سکتی ہے اور نہ ہی قرآنی آیات میں پائی جانے والی ادبی فضیلت اور حسن پیش کر سکتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ سورۃ المدثر ۷۴ کی آیت ۳۵ میں ہمیں اس پُراسرار عدد یعنی ۱۹ کی اہمیّت سے آگاہ کرتا ہے "کہ یہ ایک بہت ہی بھاری چیز ہے"۔ مزید اسی سورۃ کی آیت ۲۵ میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ جو شخص بھی یہ دعویٰ کرے کہ قرآن انسانی کلام ہے وہ جب ۱۹ کے عددی کوڈ کا بغور مطالعہ کرے گا تو اس پر حسابی طریقہ سے ثابت ہو جائے گا کہ قرآن کلام الٰہی ہے۔

قرآن مجید کی کثیر الابعادی یا کثیر المقاصد ساخت یعنی (MULTI — DIMENSIONAL STRUCTURE) جس کی ایک اہم ترین خصوصیّت اس کا حسابی لحاظ سے نہایت منضبط نظام ہے اس بات کو قطعاً ناممکن بنا دیتی ہے کہ کوئی انسان اس کو بنائے یا پیش کرے۔ اللہ تعالیٰ نے جا ایک انسان کو کھلا چیلنج دیا ہے کہ اگر کوئی ایسا کر سکتا ہے تو کر کے دکھلائے۔

سورۃ بنی اسرائیل ۷ا کی آیت ۸۸ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

"آپ فرما دیجئے کہ اگر تمام انسان و جنّات اس بات کے لئے جمع ہو جائیں کہ اس جیسا قرآن لے آئیں تب بھی اس جیسا نہ لا سکیں گے اور خواہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں"۔

قرآن واحد کتاب ہے کہ جس کی چند سورتیں عربی کی حروف مقطعات یعنی مخفف الفاظ سے شروع ہوتی ہیں۔ ماضی میں مسلمان منکرین نے اپنی تفاسیر میں ان کو حل کرنے کی کوششیں کیں مگر کوئی بھی ان کے اُن حقیقی معنوں کے قریب تر بھی نہ آسکا جو خدا نے ان میں رکھے ہیں۔ یہ چودہ سو (۱۴۰۰) سال سے

مخفی اور پوشیدہ ہی رہے اور کمپیوٹر کی ایجاد اور ترقی نے ان کی اہمیت اور مقصد کو آشکارا کیا۔ یہ مخفی کوڈز یا ابتدائی کلمات یعنی مقطعات عربی کے بالکل نصف حروف تہجی سے بنتے ہیں۔ وہ حروف یہ ہیں :۔

ا۔ ح۔ ر۔ س۔ ص۔ ط۔ ع۔ ق۔ ک۔ ل۔ م۔ ن۔ ہ

اور ی ۔ یہ حروف تہجی مزید ۱۴ سیٹ بناتے ہیں جو یہ ہیں۔

قٓ۔ نٓ۔ صٓ۔ یٰسٓ۔ حٰمٓ۔ عٓسٓقٓ۔ الٓرٰ۔ الٓمٓ
الٓمٓرٰ۔ الٓمٓصٓ۔ کٓھٰیٰعٓصٓ۔ طٰہٰ۔ طٰسٓمٓ۔ طٰسٓ۔

وہ ۲۹ سورتیں جن کے آغاز میں یہ مقطعات آئے ہیں۔ یہ ہیں۔

بقرہ۔ ۲ آل عمران۔۳ الاعراف۔۷ یونس۔ ۱۰ ھود۔ ۱۱
یوسف۔ ۱۲ الرعد۔ ۱۳ ابراھیم۔ ۱۴ الحجر۔ ۱۵
مریم۔ ۱۹ طٰہٰ۔ ۲۰ الشعراء۔ ۲۶ النمل۔ ۲۷
القصص۔ ۲۸ العنکبوت۔ ۲۹ الروم۔ ۳۰ لقمان۔ ۳۱
السجدۃ۔ ۳۲۔ یٰسٓ۔ ۳۶ صٓ۔ ۳۸ المؤمن ۴۰
حٰمٓ السجدۃ۔ ۴۱۔ الشوریٰ۔ ۴۲ الزخرف۔ ۴۳
الدخان۔ ۴۴ الجاسیۃ۔ ۴۵ الاحقاف۔ ۴۶
قٓ۔ ۵۰ القلم۔ ۶۸

اوپر دیئے گئے ۱۴ حروف ۔ ۱۴۔ سیٹ اور ۲۹۔ سورتیں کل ملا کر ۵۷ (۱۹ × ۳) بنتے ہیں۔ یہ ۲۹ سورتیں جو ان حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہیں۔

قرآن مجید کا پورا نصف حصہ بنتی ہیں۔ ماسوائے ۲ سورتوں کے ان تمام سورتوں میں جو کہ ان حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہیں۔ (شروع ہونے کے) فوراً بعد ہی یوں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

"یہ پُر حکمت کتاب کی آیتیں ہیں"۔ (۱ : ۱۰)

"یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں" (۲ : ۳۲)

"یہ کتاب کامل اور قرآن واضح کی آیتیں ہیں"۔ (۱ : ۱۵)

"یہ کتاب کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے" (۲ : ۲)

ان تمام ارشادات میں اللہ تعالیٰ نے ان حروف مقطعات کی اہمیت کی طرف بڑا واضح اشارہ کیا ہے جن کا مفہوم صرف کمپیوٹر کے ذریعے ان حروف کے تجزیئے اور مطالعہ کی تکمیل کے بعد ہی واضح ہُوا۔ یہ بھی معلوم ہُوا کہ کسی خاص سورۃ یا سورتوں میں ان حروف کے سیٹوں کا مجموعہ ۱۹ ہی کا کوئی حاصل ضرب آیا۔ اس بارے میں ہمیں سورۃ المدثر ۷۴، کی آیت ۳۰ میں بتایا گیا (خبردار کیا گیا) کہ میں تمہیں ۱۹ کے عدد کے بارے میں سمجھا دوں گا۔ "اس پر ۱۹ ۔ فرشتے ہوں گے"۔ ہم ایک ایک کر کے ان حروف کا تجزیہ کریں گے اور دیکھیں گے کہ کس طرح یہ قرآن میں موجود مستند حسابی لحاظ سے منظم نظاموں کو سلجھاتے ہیں۔

۱۔ قٓ :۔ یہ صرف قرآن کی دو سورتوں کے آغاز میں آتا ہے یعنی سورۃ قٓ ۔ ۵۰ اور سورۃ الشوریٰ ۔ ۴۲ ۔ کمپیوٹر کے (PRINTOUT) سے پتہ چلا کہ ق سورۃ قٓ میں ۵۷ (۱۹×۳) دفعہ آیا ہے اور سورۃ الشوریٰ میں بھی ۵۷ (۱۹×۳) دفعہ ۔ دونوں سورتوں میں "ق" کل ۵۷ + ۵۷ = ۱۱۴ (۱۹×۶) مرتبہ آیا۔ ان حروف مقطعات کے مطالعہ میں یہ عدد یعنی ۱۱۴ حرف ہی ایک دفعہ سامنے آتا ہے پس "ق" "قرآن" کے لئے استعمال ہُوا ہے اور ۱۱۴ اس کی سورتوں کی کل تعداد ہے۔

اوپر کے معجز نما حسابی عمل کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے سورۃ "قٓ" کی آیت نمبر ۱۳ ۔ دیکھئے۔ پورے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جب بھی حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا ذکر کیا تو انہیں "قوم لوط" کہہ کر مخاطب کیا

ہے۔ یہ اصطلاح (TERM) ۱۲ دفعہ استعمال کی گئی ہے لیکن آیت نمبر ۱۳ میں اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام کی قوم کو جن کو اپنی غیر فطری شہوت پرستی کی وجہ سے تباہ کیا گیا۔ ۱۳ ویں دفعہ "اخوان لوط" یعنی "لوط کے بھائی" کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ یہ بات نوٹ کریں کہ اگر اللہ تعالیٰ آیت ۱۳ میں "قوم لوط" کہہ کر مخاطب کرتا تو سورۃ قٓ میں "ق" کی تعداد ۵۷ کی بجائے ۵۸ ہو جاتی۔ اس سے ایک اہم خصوصیت کی نشاندہی ہوتی ہے کہ کسی ایک حرف کی تبدیلی سے بھی قرآن کے حسابی ساخت میں جس کی بنیاد ۱۹ کے عددی کوڈ پر رکھی گئی ہے تبدیلی آجاتی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کا ہر حرف نہایت احتیاط سے استعمال کیا گیا ہے۔

۲۔ "ن": نٓ "سورۃ" القلم "۶۸ کے شروع میں آتا ہے۔ اس میں "ن" کی کل تعداد ۱۳۳۔ (۱۹×۷) ہے۔ ایک بار قارئین قرآن کی اس خاصیت کی داد دیں گے جس میں صرف ایک "ن" کی کمی بیشی سے حسابی لحاظ سے منظم شکل بے معنی ہو جاتی۔ قرآن کی یہی خاصیت "ناقابل تنسیخ" بناتی ہے۔ "ہم نے ہی اس ذکر مبارک (قرآن) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں (الحجر ۱۵: ۹)

۳۔ "ص": "ص" تین سورتوں کی ابتداء میں آتا ہے۔ الاعراف ۷، مریم ۱۹ صٓ ۳۸ اور یہ ان میں بالترتیب ۹۷، ۲۶ اور ۲۹ دفعہ آیا ہے۔ اس طرح ص کی کل تعداد ۱۵۲ (۱۹×۸) بن جاتی ہے۔

مندرجہ بالا سورتوں میں کوئی معجزاتی یا مافوق الفطرت بات یا عنصر معلوم کرنے کے لئے ہم سورۃ الاعراف: ۷ آیت ۶۹ کو دیکھیں گے۔ اس میں ایک لفظ بَصۜطَۃً آیا ہے جس کے معنی ہیں "کثرت یا کشادگی"۔ ذرا مشاہدہ کیجئے گا کہ اس لفظ میں "ص" کے اوپر ایک چھوٹا سا "س" بھی ہے۔ نیز عربی میں کوئی ایک بھی ایسا لفظ بصطہ نہیں ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے کاتبین کو اس لفظ کے ہجوں کے بارے میں علم نہ ہو جس کے ہجے "ص" کے ساتھ کئے جاتے ہوں۔ یہ مفروضہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ہم یہی لفظ سورۃ البقرہ ۲ آیت ۲۴۷ میں "س" کے ساتھ لکھا ہوا پاتے ہیں۔ اس ضمن میں یہ بات بھی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاتب سے آیت نمبر ۶۹ لکھوا رہے تھے تو آپ نے اپنے کاتب کو لفظ بصطۃ "س" نہیں بلکہ "ص" کے ساتھ لکھنے کے لئے فرمایا تھا۔ کیونکہ جبریل علیہ السلام نے آپ کو ایسا کرنے کو کہا تھا۔ یہ لفظ اپنی اسی اصلی شکل میں باقی رہا ہے۔ جس میں نازل ہوا تھا۔ کیوں؟ اس لئے کہ عظیم ترین ریاضی دان یعنی اللہ ہمیں ۱۹ کے عدد کے بارے میں سمجھانا چاہتا تھا۔ اگر یہ لفظ بصطۃ "س" کے ساتھ لکھا جاتا تو مندرجہ بالا تین سورتوں میں ص کی تعداد کے ساتھ ساتھ حسابی لحاظ سے منظم ترتیب میں بھی فرق آجاتا۔

۴۔ یٰسٓ: یہ دونوں حروف سورۃ یٰسٓ ۳۶ کے آغاز میں آتے ہیں اسمیں یٰ کی کل تعداد ۲۳۷ جبکہ "س" کی کل تعداد ۴۸ ہے۔ مجموعہ ۲۸۵ (۱۹×۱۵) بنتا ہے۔

۵۔ حٰمٓ:۔ یہ ۷ مسلسل سورتوں کے آغاز میں آتے ہیں۔ یعنی ۴۰ تا ۴۶ ان میں "ح" کی کل تعداد بالترتیب ۶۴۔ ۴۸۔ ۵۳۔ ۴۴۔ ۱۶۔ ۳۱۔ اور ۳۶ ہے جبکہ "م" کی کل تعداد بالترتیب ۳۸۰، ۲۷۶، ۳۰۰، ۳۲۴، ۱۵۰، ۲۰۰ اور ۲۲۵ بنتی ہے۔ دونوں کی مجموعی تعداد ۲۱۴۷ (۱۹ × ۱۱۳) بنتی ہے۔

۶۔ عسٓقٓ: سورۃ الشوریٰ ۴۲ کی ابتدا میں آتے ہیں جبکہ ان کی تعداد بالترتیب ۹۸۔ ۵۴ اور ۵۷ ہے۔ مجموعہ ۲۰۹ = ۱۹×۱۱۔

۷۔ الٓرٰ:۔ یہ حروف ۵ سورتوں کے آغاز میں آتے ہیں یعنی یونس ۱۰۔ ھود ۱۱۔ یوسف ۱۲۔ ابراہیم ۱۴۔ الحجر ۱۵۔ تینوں حروف سورۃ یونس ۱۰ میں بالترتیب ۱۳۱۹، ۹۱۳ اور ۲۵۷ دفعہ آتے ہیں۔ مجموعہ

۲۴۸۹ یعنی (۱۹ × ۱۳۱) بنا۔ سورۃ ہود۔ ۱۱ میں علی الترتیب ۱۳۷۰، ۷۹۴ اور ۳۲۵ یعنی کل ۲۴۸۹ (۱۹ × ۱۳۱) مرتبہ آئے ہیں۔ یہ نوٹ کریں کہ یہ حروف سورۃ ہود۔ ۱۱ میں مختلف تعداد میں آئے ہیں مگر مجموعہ ایک ہی بنتا ہے۔ سورۃ یوسف۔ ۱۲ میں بالترتیب ۱۳۰۶، ۸۱۲ اور ۲۵۷ بمجموعہ ۲۳۷۵ (۱۹ × ۱۲۵) بار آتے ہیں۔ سورۃ ابراہیم۔ ۱۴ میں علی الترتیب ۵۸۵، ۴۵۲ اور ۱۶۰ بار یعنی کل ۱۱۹۷ (۱۹ × ۶۳) دفعہ آئے ہیں۔ جبکہ سورۃ الحجر۔ ۱۵ میں یہ ۴۹۳۔ ۳۲۳ اور ۹۶ کی ترتیب سے آئے ہیں کل ۹۱۲ (۱۹ × ۴۸) بنا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مختلف سورتوں میں کثرت سے آنے والے ان حروف کی تعداد ۱۹ کا کوئی حاصل ضرب ہی ہے۔ یہ ایک نہایت ہی پیچیدہ باہمی مربوط نظام پیش کرتا ہے۔

۸۔ الٓمٓ: یہ حروف چھ سورتوں کا آغاز کرتے ہیں۔ بقرہ ۔ ۲ ۔ آل عمران ۔ ۳ ۔ العنکبوت ۔ ۲۹ ۔ الروم ۔ ۳۰ ۔ لقمٰن ۔ ۳۱ ۔ اور السجدہ ۔ ۳۲ ۔ ان سورتوں میں ان کی تعداد ا + ل + م کی ترتیب سے بمعہ مجموعہ دی جا رہی ہے۔

سورۃ بمعہ نمبر	ا	ل	م	مجموعہ
بقرہ ۲	۴۵۰۲ +	۳۲۰۲ +	۲۱۹۵ =	۹۸۹۹ = ۱۹ × ۵۲۱
آل عمران ۳	۲۵۲۱ +	۱۸۹۲ +	۱۲۴۹ =	۵۶۶۲ = ۱۹ × ۲۹۸
العنکبوت ۲۹	۷۷۴ +	۵۵۴ +	۳۴۴ =	۱۶۷۲ = ۱۹ × ۸۸
الروم ۳۰	۵۴۴ +	۳۹۳ +	۳۱۷ =	۱۲۵۴ = ۱۹ × ۶۶
لقمٰن ۳۱	۳۴۷ +	۲۹۷ +	۱۷۳ =	۸۱۷ = ۱۹ × ۴۳
السجدہ ۳۲	۲۵۷ +	۱۵۵ +	۱۵۸ =	۵۷۰ = ۱۹ × ۳۰

۹۔ الٓمّٓرٰ: سورۃ الرعد ۔ ۱۳ ۔ ان حروف سے شروع ہوتا ہے اور یہ بالترتیب

۶۰۵ - ۴۸۰ - ۲۶۰ اور ۱۳۷ بار آئے ہیں۔ مجموعہ ۱۴۸۲ (۷۸x۱۹) بنتا ہے۔

۱۰- المصٓ :- سورۃ الاعراف ۔ ۷ کے آغاز میں ہیں اور بالترتیب ۲۵۲۹ - ۱۵۳۰ - ۱۱۶۴ - اور ۹۷ یعنی مجموعی طور پر ۵۳۲۰ (۱۹x۲۸۰) دفعہ آئے ہیں۔

۱۱- کھیٰعصٓ :- سورۃ مریم ۱۹- کے آغاز میں آتے ہیں اور بالترتیب ۱۳۷ - ۱۷۵ - ۳۴۳ - ۱۱۷ - ۲۶ دفعہ یعنی مجموعہ ۷۹۸ (۱۹x۴۲) ہیں۔

۱۲- حروفِ مقطعات طٰہٰ ۔ طسٓ اور طسٓمٓ ، ۵ :- یہ حروف بڑا منفرد اور پیچیدہ باہمی مربوط نظام پیش کرتے ہیں اور سورۃ نمبر ۱۹، ۲۰، ۲۶، ۲۷ اور ۲۸ کے شروع میں آتے ہیں۔

سورۃ و نمبر	ہ	ط	س	م
مریم ۱۹	۱۷۵			
طٰہٰ ۲۰	۲۵۱	۲۸	-	-
الشعراء ۲۶	-	۳۳	۹۴	۴۸۴
النمل ۲۷	-	۲۷	۹۴	
القصص ۲۸	-	۱۹	۱۰۲	۴۶۰
مجموعہ	۴۲۶	۱۰۷	۲۹۰	۹۴۴

جبکہ ان سب کا مجموعہ ۱۷۶۷ (۱۹x۹۳) بنتا ہے۔

اوپر بیان کئے گئے مختلف سورتوں میں حروف مقطعات جو نہایت منفرد باہمی خصوصیات رکھتے ہیں۔ ایسا حسابی ربط پیش کرتے ہیں جس پر عبور اور مہارت حاصل کرنا کسی بھی انسان کے لئے یکسر ناممکن ہے۔ خواہ اس کے پاس اعلیٰ ترین کمپیوٹر ہو۔ مزید برآں یہ کام اس وقت اور بھی مشکل ہو جاتا ہے جب اسے ان حروف کو ایسے جملوں میں استعمال کرنا ہو جو بامعنی اور معنی خیز ہوں۔ قرآنی جملے یعنی آیات

نہ صرف معنی خیز ہیں۔ بلکہ ادبی شاہکار ہیں۔

یہاں صرف ان کمپیوٹر کے حسابات کا جامع تجزیہ پیش کیا گیا جن میں ۱۹۔ مشترک عدد ہے ایسے اور بھی متعلقہ حسابات ہیں قرآن کے متعلق، مگر ان پر ارادتاً بحث سے گریز کیا گیا۔ ان حسابات کا تعلق مختلف تناسبی عوامل جیسے مطلق قیمت پر ان حروف کی فوقیت اور ہر آیت میں اوسط تعداد یا قیمت اگرچہ ان حسابات کے نتائج اتنے ہی منفرد اور حیران کن ہیں مگر یہاں ان کا ذکر اس آرٹیکل میں کرنا ناممکن ہے۔

قرآنی حروف مقطعات پر مشتمل ان چودہ سیٹ کے حسابات سے بلا شک وشبہ یہ بات ثابت ہوئی کہ کسی سورۃ یا سورتوں کے شروع میں آنے والا حرف یا حروف کی تعداد ہمیشہ ۱۹ کا حاصل ضرب ہے۔ یہ تمام DATA حسابی COMBINATIONS ۱۴ حروف اور ۱۴ سیٹ کمپیوٹر کو دیئے گئے اور اس سے قرآن میں موجود حسابی ساخت جیسا بنانے کے نتائج یا امکانات مانگے گئے۔ اس کا جواب جو آیا وہ ۶۲۶,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰ : ۱ تھا جو کہ ظاہر ہے کسی بھی انسانی ذہن یا کمپیوٹر کی دسترس سے بالاتر ہے اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ایسے حسابی اعداد و شمار کا بامعنی جملوں میں استعمال بھی ایک ناممکن کام ہے۔

قارئین ان ٹھوس دلائل سے خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایسا معجزہ کوئی ماورائی ذہانت والی ہستی ہی انجام دے سکتی ہے۔

"الٓرٰ ۔ یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مضبوط کی گئی ہیں۔ پھر کھول کر بیان کی گئی ہیں۔ ایک حکیم باخبر کی طرف سے۔"

هود ۱۱ : ۱

محمد انیس زیدوی

بی کام

منظوم اردو ترجمہ سورۂ یوسف

صوفی مشتاق احمد صاحب
ایم اے ۔ سابق پرنسپل ہائی سکول ... پشاور

وَاسْتَغْفِرِیْ لِذَنْبِكِ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِیْنَ ع (۲۹)

مخاطب ہو کے پھر اپنی بیوی سے یوں کہا ÷ معافی مانگ تو اپنے گنہ کی اے زلیخا!
جانتا ہے حقیقت کو بہتر عالم غیب ÷ تو ہی سراپا خطا کار ہے لاریب

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ

ہوئی جب شہر میں مشہور زلیخا کی داستاں ÷ کہا کچھ عورتوں نے (ہو کے ششدر و حیراں)

امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ

زنِ عزیز تو خادم کے عشق کا ہے شکار ÷ پھسلا کے کرتی ہے اس کے نفس پہ اصرار

قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا

یقین واثق ہے ہم کو کہ اس کی نس نس میں ÷ سما چکا ہے وہ ایسا کہ دل نہیں بس میں

اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (۳۰)

ہم نے اس کو کھلی گمرہی میں ہے پایا ÷ لٹانا چاہتی ہے یہ نسائیت کا سرمایا

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ

زلیخا نے جب کہ طنز آمیز باتیں سنیں ÷ اپنے گھر میں بلانے کی ان کو دعوت دی

وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً

کی محفل منعقد اس نے عورتوں کیلئے ÷ گاؤ تکیہ سے مسند سجا دی سب کے لئے

وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّیْنًا

(رکھے پھل اس نے خواتین مصر کے آگے) ÷ ساتھ ہی رکھ دیا چاقو ہر ایک کے آگے

وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْهِنَّ

کہا پکار کے یوسف کو ان کے سامنے آؤ ÷ اپنا چہرۂ زیبا تم ان کو دکھلاؤ

فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ

پڑی جو چہرۂ یوسف پہ عورتوں کی نظر ؛ (وفورِ کیف و مسرت سے ہوگئیں ششدر)
(جمالِ عارضِ گلگوں کو دیکھ کر ہوئیں حیراں ؛ بڑائی حُسنِ بلاخیز کی تھی وردِ زباں

وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ

رُعبِ حُسن سے بند سارے ٹوٹ گئے ؛ کاٹیں انگلیاں اپنی پسینے ایسے چھوٹ گئے

وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ط

پکاریں فرطِ تعجب سے ہوئے وہ ششدر ؛ نہیں ہے حاشا وکلّا یہ کوئی عام بشر

اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (۳۱)

فرشتہ ہے یہ جوانِ رعنا (رب کی قسم) ؛ (بڑا صبیح و ملیح و وجیہ پُراز حشم)

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ط

عزیزِ مصر کی بیوی نے جب یہ سب کچھ سُنا ؛ (مسکرا کے خواتینِ مصر سے یوں) کہا
اے بہنو! غور سے دیکھو یہی ہے ماہ لقا ؛ کہ جس کے بارے میں تم نے مجھے ملامت کیا

وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ط

حصولِ خواہشِ سفلی کے واسطے بہنو ؛ میں نے یوسف کو پھسلانا چاہا تھا بہنو
بیں نے اس سے کیا جبکہ خواہش کا اظہار ؛ خدا گواہ ہے رہا پاک صاف وہ عفت شعار

وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ (۳۲)

اگر کرے گا نہ وہ میرے حکم کی تعمیل ؛ قید کر دیا جائے گا ہوگا خوار و ذلیل

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ

یہ سُن کے اس شہ خوباں نے تلملا کے کہا ؛ (میں چاہتا ہوں اماں اے خدائے برتر و اعلیٰ)
یہ عورتیں مجھے جس شئے کی دیتی ہیں دعوت ؛ ہے بہتر اس سے مجھے قید و بند کی ذلت

(جاری ہے)

تفسیر القرآن الحسنیہ

(مدیر اعلیٰ)

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا ۚ
وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا
مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ﴿١٤﴾
اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ
فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١٥﴾

اور جب ملتے ہیں اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اور جب یک سُو ہوتے ہیں اپنے سرداروں کے پاس تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں سوائے اس کے نہیں کہ ہم تو (ان مومنین کا) مذاق اڑا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اس مذاق کی سزا دیتا ہے اور مُہلت دیتا ہے انھیں اپنی سرکشی کی (راہ میں) دِل کے اندھے ہیں۔

لُغات: لَقُوا: یہ جمع مذکر غائب ماضی معروف کا صیغہ ہے۔ اس کے معنی ہیں وہ ملتے ہیں۔

خَلَوْا: یہ ماضی مذکر غائب جمع کا صیغہ ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں۔ من خلوت بفلان والیہ إذا انفردت معہٗ[1]۔ (لفظِ خَلَوْا۔ خلوت بفلان الیہ سے مشتق ہے۔ اور یہ لفظ اس وقت بولا جاتا ہے۔ جب ایک آدمی دُوسرے آدمی کے پاس تنہا اور اکیلا ہو)۔

شَيَاطِين: یہ شیطان کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں سرکش، حد سے گذرنے والے نافرمان بھلائی اور رحمت سے دُور ہونے والے۔ یہ جنّوں میں سے بھی ہوتے ہیں اور انسانوں میں سے بھی۔ ہر شے کو جو سرکش ہو شیطان سے اس لئے موسوم کیا گیا کہ اس کے اخلاق اور افعال اپنے تمام ہم جنسوں کے اخلاق و افعال سے جُدا ہوتے ہیں۔ اور وُہ خیر سے بعید ہوتا ہے۔ عُرف میں شیطان سے مُراد ابلیس ہے اور الشیطان الف لام کے ساتھ آئیگا تو اس سے یہی ابلیس مُراد ہوگا[2]۔ لیکن یہاں پر شیاطین سے مُراد منافقین کے بڑے بڑے سردار ہیں۔ جو اللہ جل جلالہٗ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

---

[1] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، اشاعۃ العلوم حیدرآباد ج ۱ ص ۲۷

[2] عبدالرشید نعمانی، لغات القرآن، ندوۃ المصنفین دہلی سنہ ۱۹۴۸ء ج ۳ ص ۳۲۸/۳۲۹

کی نافرمانی اور اپنی سرکشی میں حد سے گذر چکے تھے۔ مُسْتَہْزِءُوْنَ: مذاق کرنے والے، مذاق بنا کر انکار کرنے والے۔ استہزا۔ تمسخریت یعنی ٹھٹھا کرنے اور استخفاف یعنی ہلکا سمجھنے کو کہتے ہیں۔ یَمُدُّ: مَدَّ، یَمُدُّ، مَدًّا۔ مہلت دینا، ڈھیل دینا، کھینچنا یہ واحد مذکر غائب مضارع کا صیغہ ہے۔ طُغْیَانٌ: انتہائی سرکشی، معصیت کوشی میں حد سے زیادہ بڑھ جانا۔ کمال درجے کی نافرمانی۔ یَعْمَھُوْنَ: یہ جمع مذکر غائب مضارع کا صیغہ ہے اور عَمَہٌ کے معنی بصیرت یعنی دانائی اور سمجھ کے ضائع ہونے کے ہیں۔ جیساکہ عَمٰی آنکھوں کے اندھے کو کہتے ہیں چنانچہ یہاں پر دل کا اندھاپن مُراد ہے۔

تفسیر: اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ نے گروہ منافقین کی چھپی شناخت یہ بیان فرمائی کہ وہ جب مسلمانوں کے پاس آتے ہیں تو زبانی طور پر اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہیں لیکن جب اپنے سرکش سرداروں کے پاس جاتے ہیں تو انھیں کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے دین پر قائم ہیں اور ان کے سامنے اپنے خبثِ باطن کو ظاہر کرتے ہوئے یوں ہرزہ سرائی بکتے ہیں کہ ہم تو مسلمانوں کے سامنے ظاہری طور پر ایمان ظاہر کرکے اُن سے مخول، ٹھٹھا کرتے ہوئے اُن کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جو اِن منافقین کی اس شیطانی روش سے بخوبی آگاہ ہے انھیں اس بغاوت و سرکشی کے معاملے میں مزید مہلت دیتا ہے اور ان کور باطنوں کی بصیرت یعنی دانائی و سمجھ کی صلاحیّت اُن سے چھین کر انھیں حیرانی و سرگردانی کی حالت میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما لفظ شَیٰطِیْن کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کھنتم ورؤسائھم وھم خمسۃ نفر کعب بن الاشرف المدینۃ وابوبردۃ الاسلمی فی بنی اسلم وابن السوداء الشام وعبد الدار فی جھینۃ وعوف بن عامر فی بنی عامر [1]

[1] تفسیر ابن عباس برحاشیہ تفسیر دُرِّ منثور۔ دار المعرفۃ بیروت ج ۱ ص ۹

(منافقین کے سرداروں اور کاہنوں میں یہ پانچ افراد مشہور ہیں، مدینہ منورہ میں کعب بن اشرف، قبیلہ بنی اسلم میں ابوبُردہ اسلمی، شام میں عبداللہ بن سوداء قبیلہ جُھینہ میں عبدالدار اور قبیلہ بنی عامر میں عوف بن عامر)

یہ پانچ منافقین کے اُن بڑے بڑے سرداروں میں سے تھے جن کی محفلوں میں (نعوذ باللہ) آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کے ساتھ ٹھٹھا کیا جاتا تھا اور اُن کی ہنسی اُڑائی جاتی تھی۔ آج کل کے منافقین کی صحبتوں میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے کہ وہ مل بیٹھ کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہلِ بیت عظام اور اولیاء اللہ کی شان میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے مخول کرتے ہیں۔ اور دینی و مذہبی بصیرت سے تہی دامن منافقین کا یہ گروہ مسلمانوں کے مسلّمہ عقائد، اعمال اور اخلاق کو ہدفِ تنقید بنا کر اپنے جھوٹے پروپیگنڈے سے دینِ اسلام کو انتہائی نقصان پہنچا رہا ہے۔ مسلمانوں کو ان کی محافل سے بچنا چاہیئے۔ اور بزرگانِ دین کی صحبت اختیار کرنی چاہیئے۔

بمنزل کوش مانندِ مہِ نو
دریں نیلی فضا ہر دم فزوں شو
مقامِ خویش اگر خواہی دریں دیر
بحق دِل بند و راہِ مصطفےٰ رو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ذکر منزلہ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم

یہ باب امام الاتقیاء سند الاتقیاء حضرت علی المرتضیٰ ابن ابی طالب کے مرتبہ کے بیان میں ہے

حدیث ۸ اخبرنی ھلال بن بشر البصری قال حدثنا محمد بن خالد قال حدثنی موسیٰ بن یعقوب قال حدثنی مهاجر بن مسمار عن عائشۃ بنت سعد قالت سمعت ابی یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم الجحفۃ واخذ بید علیٍ فخطب فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایھا الناس انی ولیکم قالوا صدقت یا رسول اللہ ثم اخذ بید علیٍ فرفعھا فقال ھذا ولیی والمؤدی عنی وان اللہ موالی من والاہ ومعادی من عاداہ۔

ترجمہ عائشہ بنت سعد فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے جحفہ کے دن سنا اس حال میں کہ پکڑا ہاتھ (حضرت) علی المرتضیٰ کا۔ پھر مخاطب کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! یقیناً میں تمہارا ولی ہوں، سب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے سچ فرمایا۔ پھر آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حضرت) علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا۔ اور فرمایا یہ میرا دوست ہے اور میری طرف سے پہنچانے والا ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوست رکھتا ہے جو علی کو دوست رکھتا ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس شخص کا دشمن ہے جو علی کا دشمن ہے۔

حل لغت وَلِیٌّ، وَلِیَ، یَلِیْ، وَلَایَۃً و وِلَایَۃً۔ متصرف ہونا، مدد کرنا
والی ہونا۔ کارسازی کرنا۔ دوست ہونا، مالک ہونا

منتظم ہونا، اَلْمُؤَدِّیْ: پہنچانے والا، ادا کرنے والا، ادی - ادیا و ادی، تادیہ۔

تشریح ارشاد ہے "میں نے جُحفہ کے دن سُنا" جُحفہ مکہ مکرمہ سے دو میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے۔ ارشاد ہے "پھر فرمایا اے لوگو! یقیناً میں تمہارا ولی ہوں"۔ یعنی تمہارے تمام امور میں، میں تمہارا والی اور متصرف ہوں، ارشاد ہے "سب نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے سچ فرمایا"۔ یعنی آنجناب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے درست ہے، اور صحیح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہمارے والی، مددگار، مہربان، کارساز اور متصرف ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو حکم ہے وہ ہمیں سر آنکھوں پر منظور ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا متصرف نہ مانیں گے تو پھر کسے مانیں گے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا مالک و مختار نہ سمجھیں گے تو کسے سمجھیں گے۔ آپ ہی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے ملجأ و ماویٰ ہیں۔ ارشاد ہے "پھر آنجناب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے (حضرت) علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا"۔ یعنی تمام موجود صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کو بتلایا اور دکھایا، ارشاد ہے "فرمایا یہ میرا دوست ہے اور میری طرف سے پہنچانے والا ہے"۔ سبحان اللہ! اُمتِ محمدیہ میں حضرت امام الاولیاء علی المرتضیٰ (کرم اللہ وجہہ الکریم) کو وہ عظیم اور رفیع الشان مقام نصیب ہوا جو کسی اور کو نہیں ملا، یعنی حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حضور مبارک سے "ولایت" کے شرف سے مشرف ہوئے۔ نیز "میری طرف سے پہنچانے والا ہے"۔ فرمایا یعنی احکام الٰہی، اسرار معارف، علوم الٰہی اور توحید کا کلمہ دُنیائے انسانیت کو نبوتِ الٰہی کی طرف سے پہنچانے والے یہی صاحب علم لدنی، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم) ہیں۔ ہر وقت پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدد پر کمر بستہ ہیں۔ اور تبلیغ اسلام کے کرنے میں ہر وقت حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

کے کام آتے ہیں، ارشاد ہے "اور بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوست رکھتا ہے جو علی کو دوست رکھتا ہے اور یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ اس شخص کا دشمن ہے جو علی کا دشمن ہے"۔ یعنی حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ (کرم اللہ وجہہ الکریم) سے محبت کرنا گویا اللہ جل جلالہ سے محبت کرنا ہے۔ اور جناب سیدنا و سندنا امام الاولیاء علی المرتضیٰ (کرم اللہ وجہہ الکریم) کی مخالفت کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ کی دشمنی خریدنا ہے"۔ ام المؤمنین جنابہ اُم سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ سید دو عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا "مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰہَ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰہَ" (اخرجہ الدیلمی والطبرانی عن رافع) جس نے علی سے محبت کی پس تحقیق اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے محبت کی، اور جس نے علی سے بغض رکھا پس تحقیق اس نے میرے ساتھ بغض کیا اور جس نے میرے ساتھ بغض کیا اس نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے بغض روا رکھا"۔ شیخ محمد صالح کشفی مناقب مرتضوی ص۱۱۲ میں لکھتے ہیں "در مسندِ حنبل و مسندِ جوزی و مستدرک حاکم و صحیح ترمذی و مصابیح و مشکوٰۃ و صواعق محرقہ بروایت عمران بن حصین مسطور است کہ رسول گفت چہ می خواہید از علی بدرستیکہ کہ علی از من است و من از دیم و او حاکم و ولی ہر مومن است"۔ مسند حنبل، جوزی، مستدرک، حاکم، صحیح ترمذی مصابیح، مشکوٰۃ اور صواعق محرقہ میں بروایت عمران بن حصین مرقوم ہے کہ آنحضرت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کے متعلق تم کیا چاہتے ہو وہ میرا ہے میں اس کا ہوں، اور وہ ہر مومن کا حاکم اور ولی ہے" (السیر العلویہ بذکر الماثر المرتضویہ ج ۲ ص۲۷۵)

اسماء الرجال حدیث ⁸

۱-۸ :- ھلال بن بشر :- ھلال بن بشر بن محبوب المزنی ابو الحسن البصری امام مسجد یونس الاحدب ثقہ من العاشرۃ مات سنۃ ست واربعین - تقریب التہذیب ص ۳۶۶ ، روی عن حماد بن زید و مرحوم بن عبد العزیز العطار ..... و محمد بن خالد بن عثمۃ ... وجماعتہ وروی عنہ البخاری فی جزء القرأۃ خلف الامام و ابوداؤد والنسائی ... و یحیی بن محمد بن صاعد و آخرون - وقال النسائی ثقۃ وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال متقن للحدیث (تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۷۵-۷۶ -)

۲-۸ :- محمد بن خالد ، محمد بن خالد بن عثمۃ بمثلثۃ ساکنۃ قبلہا فتحۃ ویقال انہا امہ الحنفی البصری صدوق یخطی ، من العاشرۃ ، (تقریب ص ۲۹۶) روی عن ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبۃ ومالک بن انس ... وکثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف وجماعۃ ، روی عنہ بندار وابوموسی وھلال بن بشر ... ومحمد بن یونس الکدیمی وآخرون قال عبد اللہ بن احمد عن ابیہ ما اری بحدیثہ بأسا وقال ابوزرعۃ لا بأس بہ وقال ابوحاتم صالح الحدیث وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال ربما اخطأ (التہذیب ج ۹ ص ۱۴۳)

۳-۸ : موسی بن یعقوب ؛ موسی بن یعقوب بن عبد اللہ بن وھب بن زمعۃ بن الاسود ابن المطلب بن اسد بن عبد العزی الاسدی الزمعی ابو محمد المدنی - روی عن اخیہ محمد وعمیہ مرثد ویزید وعمتہ قریبۃ وابی عبیدۃ بن عبد اللہ بن زمعۃ ومہاجر بن مسمار ... ورزیق بن سعید وغیرہم .

روی عنہ ابن اخیہ. یحییٰ بن المقدام بن یعقوب وابن ابی فدیک ومحمد بن خالد بن عثمۃ... وغیرھم. قال الدوری عن ابن معین ثقۃ وقال علی بن المدینی ضعیف وقال الاجری عن ابی داؤد وھو صالح روی عنہ ابن مھدی ولہ مشائخ مجھولون وذکرہ ابن حبان فی الثقات، قلت وقال النسائی لیس بالقوی وقال ابن عدی لا بأس بہ عندی ولا یرویاتہ وقال الاثرم سألت احمد عنہ فکانہ لم یعجبہ وقال الساجی اختلف احمد ویحیی منہ قال احمد لا یعجبنی حدیثہ وقال ابن القطان ثقۃ. (التھذیب ج ۱۰ ص ۳۷۸، المیزان ج ۴ ص ۲۲۷.

۴-۸: مھاجر بن مسمار:- مھاجر بن مسمار الزھری مولی سعد المدنی مقبول من السابعۃ. (تقریب ص ۳۴۹) روی عن عامر وعائشۃ ابنی سعد بن ابی وقاص وعنہ ابی زیب وموسیٰ بن یعقوب وغیرھم ذکرہ ابن حبان فی الثقات، قلت وقال ابن سعد مات بعد خروج محمد بن عبد اللہ بن حسن وقیل مات سنۃ خمس ومائۃ ولہ احادیث ولیس بذاک وھو صالح الحدیث (التھذیب ج ۱۰ ص ۳۲۴)

۵-۸:- عائشۃ بنت سعد بن ابی وقاص الزھریۃ المدنیۃ ثقۃ. من الرابعۃ (تقریب ص ۳۷۰) روت عن ابیھا وعن ام ذر وقیل انھا رأت ستا من امھات المؤمنین روی عنھا الجعید بن عبد الرحمٰن وایوب والحکم بن عتیبۃ وخزیمۃ غیر منسوب وابو الزناد ومھاجر بن مسمار.... ومالک بن انس واخرون. ذکرھا ابن حبان فی الثقات وقال ابن سعد وغیر واحد ماتت سنۃ سبع عشرۃ ومائۃ. قلت وقال العجلی تابعیۃ مدنیۃ ثقۃ وقال الخلیل لم یرو مالک عن امرأۃ غیرھا (التھذیب ج ۱۲ ص ۴۳۶)

۶-۸ - یہ حضرت عائشہ کے باپ ہیں۔ حضرت بن ابی وقاص مالک بن وہیب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب زہری ہیں - ابواسحاق ان کی کنیت ہے - عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ اور یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر چلایا۔ آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔ مشہور روایت کے مطابق ۵۵ھ ہجری میں عقیق میں وفات پائی۔ (تقریب ط ۱۱۹)

زقرآں پیش خود آئینہ آویز !
دگرگوں گشتۂ ! از خویش بگریز
ترازوئے بنہ کردار خود را ؟
قیامت ہائے پیشیں را برانگیز

نہاں اندر دو حرفے سرّ کار است
مقام عشق منبر نیست دار است
براہیماں ز نمرود اں نترسند
کہ عودِ خام را آتش عیار است

علامہ محمد اقبال (مرحوم)

سیر السلوک الیٰ ملک الملوک

مدیر اعلیٰ

دُوسرا باب حصُولِ طریقت کی طرف رغبت دلانے اور اس کی فضیلت کے بیان میں ہے۔ جان لے کہ سلوک طریقت میں اخلاقِ حسنہ کے ذریعے کمال حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ اوصافِ حمیدہ سے آراستہ ہونے اور عادات، ذمیمہ سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے۔ عاداتِ ذمیمہ میں بے علمی، غُصّہ، حسد، بُغض، بُخل، تکبّر، دکھاوا، غرور، ریاکاری، عہدے اور حکومت کی طلب، کثرتِ کلام، طنز و مذاق، لوگوں میں شہرت حاصل کرنے کی کوشش کرنا، باہم فخر کرنا، ہنسنا، صلۂ رحمی کو قطع کرنا، تعلقات توڑنا، عورتوں کی متابعت کرنا، لمبی اُمّیدیں باندھنا، لالچ اور بداخلاقی شامل ہے جبکہ اوصافِ حمیدہ سے حلم، بُردباری، تزکیۂ نفس، سخاوت، نرم روی اختیار کرنا، حیاء، انکساری، صبر، شکر، زُہد، توکل، محبّت، شوق، ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنا، خلوص، سچائی، مراقبہ کرنا، نفس کا محاسبہ کرنا، فکر کرنا، شفقت کرنا، مخلوق کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا، اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنا اور اللہ جل شانہٗ ہی کے لئے بُغض رکھنا، تمام اُمور میں میانہ روی اختیار کرنا، رونا اور غم کرنا، شہرت سے پرہیز کرنا، یکسوئی کو پسند کرنا، تصفیۂ قلب، نصیحت کرنا، کم بولنا، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اُس کے حضور میں دل کی گہرائیوں سے اپنی عاجزی وانکساری کا اظہار کرنا اور بہترین اخلاق مراد ہیں۔

اور سلوک تصوّف کے حصول سے یہی اوصاف مُراد ہیں اور یہی کام مطلوب ہیں جن کا حکم شارع علیہ السلام کی طرف سے دیا گیا ہے۔ جوکہ احادیث مبارکہ سے

ثابت ہیں۔ یہ احادیث شریف تصوف کی کتابوں احیائے علوم الدین، طریقہ محمدیہ اور دیگر تصانیف میں بیان ہوئی ہیں۔

جان لے کہ ہم نے جو اوصافِ ذمیمہ کا ذکر کیا ہے تو یہ اُن عاداتِ قبیحہ میں سے چند ہیں جو انسان پر حاوی ہوتی ہیں۔ تمام بُری عادات کا ذکر کرنا یہاں پر ممکن نہیں ہے لیکن جو طریقت اختیار کرلے تو ہم اس کے لئے آنے والے ابواب میں اس طرح ذکر کریں گے کہ وہ تمام عاداتِ رذیلہ سے خلاصی حاصل کرلے گا اور ظاہری و پوشیدہ آفات سے نجات پا جائے گا کیونکہ طریقت کا سچا طالب اِن سب برائیوں کو جڑ سے کاٹ دیتا ہے پس اُس پر اِن کا حقیقتاً کوئی اثر باقی نہیں رہتا اور ان بیماریوں (عاداتِ رذیلہ) کی بیخ کنی کے لئے جس علاج سے وہ مدد حاصل کرتا ہے۔ اُس کا ذکر ہم آنے والے ابواب میں کریں گے۔ اور جو کوئی راہِ طریقت کو چھوڑ کر مذکورہ برائیوں سے چھٹکارہ پانے کا ارادہ کرے تو درحقیقت یہ ناممکن ہے اسی لئے ایسے نیکوکار دیکھے جاسکتے ہیں جو صفاتِ ذمیمہ کو دور کرنے کے لئے طریقت سے ہٹ کر کوشش کرتے ہیں۔ اور اس طرح اگر وہ ان سے خلاصی حاصل کرلیں تو پھر وہ ایسی عادت کا شکار ہو جائیں گے جو پہلی صفات سے زیادہ بُری ہیں۔ اور ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ وہ مقربین کی راہ پر نہیں چلے جس پر چل کر سالک تمام آفات سے نجات پا جاتا ہے۔ اگر یہ ان مذکورہ برائیوں سے نجات حاصل کرنے میں مخلص ہوں تو وہ ایک عظیم خطرے سے دوچار ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "مخلصین بڑے خطرے میں ہوتے ہیں"۔

اب جبکہ آپ نے مقربین کے راہِ طریقت کا فائدہ جان لیا جو کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے جس کا ادنیٰ فائدہ عاداتِ ذمیمہ اور آفات سے نجات پانا ہے۔ اور اس میں اعلیٰ فائدہ جو اصل مقصود بالذات ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں قرب کی منازل تک پہنچنا، اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی تجلیات اور خلافتِ کبریٰ یعنی غوثیت

اور صدیقیت کا مقام حاصل کرنا ہے۔ پس اے طالب! تجھ پر اس طریقت کا حاصل کرنا لازم ہے تاکہ تو عاداتِ ذمیمہ اور آفات سے بچ جائے تجھے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔ تجھ پر مذکورہ تجلیات کا نزول ہو اور تجھے حاصل ہو جائے خلافت اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی جو بہت بڑا ہے اور یہ فوائد کسی کو بھی اُس وقت تک حاصل نہیں ہوتے جب تک کہ وہ طریقت کی راہ اختیار نہ کرے۔ عنقریب ہم آنے والے ابواب میں اِسے بیان کریں گے۔ انشاء اللہ

○○○

قطعہ وصال ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی رحمہ اللہ

غوثِ زمانہ شاہِ حسن رفت از جہاں
ماہ روز مہر نور فشاں و کُشادہ رو
مخمور ساخت ساقی بہش زجام وصل
مستِ خدائے گوئے تو تاریخ وصل او

۱۱۱۵ھجری

○○○